میر سید علی ہمدانیؒ کی کشمیر میں مذہبی و ثقافتی خدمات

ڈاکٹر خواجہ زاہد عزیز
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر سید علی رضا
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

RELIGIOUS AND SOCIAL SERVISES OF MIR SYED ALI HAMDANI IN KASHMIR

Khawja Zahid Aziz, PhD
Assistant Professor of Kashmiryat
Department of Kashmiryat, University of the Punjab, Lahore
Syed Ali Raza, PhD
Assistant Professor of Kashmiryat
Department of Kashmiryat, University of the Punjab, Lahore

Abstract

Mir Sayyid Ali Hamdani was the greatest Muslim Sufi. He rendered his services for the spread of peaceful message of Islam in the length and breadth of the valley of Kashmir. Hundreds of his fellow Sayyids accompanied him from Hamdan and other parts of Iran. Owing to the efforts of Mir Hamdani cultural relations and contacts established between the people of Kashmir and Central Asia. Sayyid Ali Hamdani encouraged skilled artisans, technicians and architects from abroad and fostered new arts in Kashmir. A number of people embraced Islam at his hand and thus he successfully gave a new shape to the religio - cultural milieu of Kashmir.

Keywords:

فارسی، برصغیر، کشمیر، ایران، ترکستان، سید شرف الدین، میر سید علی ہمدانی، امیر تیمور

کشمیر کو بالعموم جنت نظیر، ایران صغیر اور وادی لالہ وگُل جیسے پُر کشش ناموں سے پکارا جاتا ہے۔سرزمین کشمیر اپنے طبعی رنگ ونور اوراس کے باشندے اپنی رنگین مزاجی و لطافت طبع کے لحاظ سے ایران اور اہل ایران سے بہت مشابہ ہیں۔فنون لطیفہ کی جن پاکیزہ روایتوں کے لیے ایران خاص شہرت رکھتا ہے، اُن ہی روایتوں کے لیے کشمیر بھی مشہور ہے۔کشمیر نے اپنے معاشرے پر ایران کا اچھا خاصا اثر لیا ہے اور یہ اثر اس قدر مقبولیت اختیار کر گیا کہ کشمیر ایران صغیر کہلانے لگا۔

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و اسیر
کل جسے اہلِ نظر کہتے تھے ایران صغیر(۱)

فارسی تقریباً پانچ سو سال تک کشمیر کی سرکاری زبان رہی ہے۔اس لیے فارسی کا کشمیر سے خاص ربط رہا ہے اور کشمیریوں کی علمی و ادبی سرگرمیوں پر فارسی کا بہت گہرا اثر پڑا ہے۔اس سرزمین نے فارسی زبان کے کئی عالم اور ادیب پیدا کیے جن کا مقام فارسی ادب کی تاریخ میں بہت بلند ہے۔اس کے علاوہ آب و ہوا اور جغرافیائی خصوصیات کی وجہ سے بھی اہل ایران کشمیر کو ایران صغیر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔(۲) کشمیر جنوبی اور وسطی ایشیا کے درمیان واقع ہونے کے باعث ایشیا کا دل اور برصغیر کا تاج کہلاتا ہے۔اس کی سرحدیں دنیا کے پانچ ممالک چین، بھارت، پاکستان، افغانستان اور جمہوریہ تاجکستان سے ملتی ہیں۔قدیم ترین ادوار سے ہی یہ خطہ پڑوس کے ممالک سے مذہبی، فکری اور سیاسی طور پر متاثر ہوتا رہا ہے۔قدیم ایام سے لے کر ۷۲۵ء تک کشمیر پر ہندومت اور بدھ مت کے پیرو راجاؤں کی حکومت رہی ہے۔مگر ان ادوار میں بھی ترکستان اور افغانستان کے راستے ایران کے تمدن و ثقافت کے اثرات کشمیر تک پہنچتے رہے۔(۳) کشمیر قدیم زمانے سے ہی وسط ایشیا کی ریاستوں سے ملا ہوا ہے اور ان ریاستوں میں ایران کشمیر کے لیے ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔

کشمیر میں اسلام حملہ آوروں کی زور زبردستی سے نہیں بل کہ مرحلہ وار ایران و ترکستان سے آئے ہوئے مبلغین کے ذریعے پھیلا۔ان مبلغین نے نہ صرف کشمیر میں اسلام پھیلایا بل کہ

بہت سے ہنر بھی متعارف کرائے جس سے کشمیر میں معیشت نے بہت ترقی کی۔ آٹھویں صدی ہجری کے شروع تک کشمیر پر ایرانی اثرات واضح اور مستقل نہ تھے لیکن ۷۲۵ھ کے بعد ایرانی تہذیب وتمدن براہ راست کشمیر پہنچے اور یہ خطہ فارسی زبان اور معاشرے کے زیر اثر آ گیا۔ حضرت سید شرف الدینؒ کو کشمیر میں اسلام کا اولین مبلغ سمجھا جاتا ہے۔ اُنھوں نے ہی روابط کا افتتاح کیا اور پھر یہ سلسلہ بلا انقطاع چل نکلا۔ مبلغین ایران گروہ در گروہ وادی کشمیر میں وارد ہونے لگے اور گوشہ گوشہ اللہ کے ذکر سے گونج اُٹھا۔(۴) حضرت شرف الدینؒ نے فارسی زبان ہی کو ذریعہ تعلیم بنایا اور اس طرح اُنھوں نے وادی میں اسی زبان شیریں کو رواج دے کر ایران وکشمیر کے تعلقات کو مزید مضبوط اور مستحکم کیا۔ وادی کشمیر میں مسلم حکومت کے ساتھ ساتھ ثقافت اور تہذیب وتمدن کی بنیاد بھی سادات کرام کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی۔ علما وصوفیائے کرام ہی کشمیر میں مسلم سلطنت اور حکومت کے اصلی معیار تھے۔ ان کی خانقاہیں دراصل درس گاہیں تھیں۔ عالم و فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ وہ مختلف ہُنروں اور پیشوں میں مہارت رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے انھی کے ذریعہ علوم کے ساتھ ساتھ فنون بھی پھیل گئے۔ مدارس، مساجد، خانقاہیں اور دیگر عمارات تعمیر ہوئیں۔ قصبوں، شہروں اور دیہاتوں کو نئی زندگی اور رونق مل گئی اور اس مقدس قافلہ کا جو فرد جہاں پر قیام پذیر ہوگیا وہاں علمی، روحانی اور تہذیبی مرکز کی بنیاد پڑی۔

کشمیر میں شاہ میری حکومت کے مستحکم ہوتے ہی دربار نبویؐ کے ایک روحانی اشارہ کے تحت حضرت میر سید علی ہمدانیؒ نے اپنے دو سفیروں میر سید حسین سمنانیؒ اور میر سید تاج الدینؒ کو ۷۷۲ھ میں حالات کے مشاہدہ کے لیے کشمیر بھیجا۔ اُنھوں نے سید علی ہمدانیؒ کو کشمیر کے مفصل حالات سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد آپ پہلی بار عہد سلطان شہاب الدین ۷۷۴ھ میں کشمیر تشریف فرما ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی کشمیر کے صدیوں سے سُست رفتار جہلم میں مدوجزر کے ساتھ ایک نہ رُکنے والا طوفان پیدا ہوا جو پرانے فرسودہ عقائد، بوسیدہ روایات اور غیر عوامی زبان کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے گیا۔(۵)

ایران اور کشمیر کے روحانی روابط کا سب سے بڑا ذریعہ میر سید علی ہمدانیؒ ہی ہیں۔آپ ایک عظیم داعی اسلام تھے۔آپ کو امیر کبیر، علی ثانی اور شاہ ہمدان کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے خطہ کشمیر کو نور اسلام سے منور فرما کر احسان عظیم کیا۔اسی لیے آپ حواری کشمیر بھی کہلاتے ہیں۔(۶) آپ شریعت اور طریقت میں تطبیق پر کاربند بزرگ تھے۔آپ نے کشمیر میں تبلیغ دین اسلام کا ایک باقاعدہ نظام قائم کیا۔آپ نے کبرویہ سلسلہ کو کشمیر میں رواج دیا۔آپ نے اپنے آخری دورہ کشمیر کے موقع پر کشمیریوں کو اوراد فتحیہ کے انمول تحفہ سے نوازا اور اس کے پڑھنے کا ایک خاص انداز سکھایا تا کہ مذہبی طور پر ابتری کا شکار کشمیری معاشرے کو دین اسلام کی روشنی سے منور کیا جا سکے۔آپ نے مسلمانان کشمیر کے لیے وظیفہ صبح گاہی کے طور پر انجام دینے کے لیے اوراد فتحیہ کو لازم قرار دیا۔اوراد فتحیہ کے روزانہ ورد نے آپ کی یاد کو کشمیری مسلمانوں کے سینوں میں آج تک زندہ اور محفوظ رکھا ہے۔یہ وہ مشعل ہے جو گذشتہ چھ سو سال سے زاید عرصے سے کشمیر میں روشن ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض رقم طراز ہیں:

> Sayyid Ali Hamdani introduced recitation of aurad and zikr in a loud voice. The Kashmiri Hindus, who used to recite aloud their bhajans, daily come to see what practices were being performed by the Sufis. They felt attracted towards it after learning the meaning of these statutes .(7)

حضرت سید علی ہمدانیؒ نے کشمیر میں اشاعت اسلام کے لیے جو پر امن اور علمی تحریک شروع کی اس کا پہلا اور نمایاں اثر کشمیریوں کے مذہب اور سماج پر پڑا۔آپ سے قبل کشمیر عجیب طرح کی ابتری کا شکار تھا۔آپ نے کشمیر کو مذہبی طور پر سنوارا۔آپ بڑے ہی شیریں سخن خطیب تھے۔آپ ہی نے سرینگر کی مشہور خانقاہ معلی کو ایرانی خانقاہوں کے انداز پر تعمیر کروایا تھا۔(۸) اسی خانقاہ سے آپ دین اسلام کی اشاعت کا پرچار کرتے تھے۔آپ حکمت دین کے تمام تقاضوں سے آگاہ تھے۔اسی لیے مخالفین کے اعتراضات کا جواب بھی خوب صورت انداز میں

دیتے تھے۔چناں چہ تھوڑے ہی عرصہ میں کشمیر کے ہزاروں غیر مسلم اسلام کی روشنی سے متعارف ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ڈاکٹر ریاض لکھتے ہیں:

> Sayyid Ali Hamdani would hold discussions and debates with the Hindus and Buddhist clergy and impressed them with his logic. In this way hundreds of the Non-Muslims joined his fold and the success of his mission can be judged by this fact that within a few weeks of his arrival seven thousand Buddhists and Hindus embraced Islam. (9)

سید علی ہمدانیؒ اور ان کے ساتھیوں نے کشمیر میں اسلام کو محض مسجد تک محدود مذہب کی حیثیت سے متعارف نہیں کروایا بل کہ اسے ایک مکمل تہذیب اور ثقافت کی صورت میں کشمیر میں عملی طور پر قائم کرنے میں شب و روزان تھک محنت بھی کی اور یہ محنت ایک مکمل اور ہمہ گیر انقلاب کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

شاہ ہمدان نے دورانِ سیاحت اسلام کی نمایاں خدمات انجام دیں۔آپ آٹھویں صدی ہجری کے ایک کامل عارف اور تیز بیں مبلغ تھے۔آپ بادشاہوں اور حاکموں کے مشیر و ناصح تھے۔ ہمدان سے کشمیر تک بجز امیر تیمور تمام بادشاہ و اُمرا ان کے معتقد تھے۔سلاطین کے مشیر ہونے کی حیثیت سے آپ نے بڑی خدمات انجام دی ہیں۔جب آپ کشمیر تشریف لائے تو کشمیر کا بادشاہ سلطان شہاب الدین، سلطان فیروز شاہ تغلق (۷۵۲-۷۹۰ھ) سے برسرپیکار تھا۔یہ آپ ہی کی مساعی جمیلہ تھیں کہ آتش پیکار سرد ہوئی۔آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بل کہ فیروز شاہ تغلق کی تینوں بیٹیوں کی شادی سلطان شہاب الدین کے عزیزوں سے کر کے اُن کی رشتہ داری بھی قائم کی۔(۱۰) سلطان قطب الدین، بادشاہ کشمیر بھی آپ کے مرید تھے اور اکثر حاضر درس ہوتے تھے اور یہ آپ کی ضخیم اور معروف کتاب ذخیرۃ الملوک کے تیسرے باب میں حکم رانوں کو حکم رانی کرنے

کے طریقوں سے آشنا کرنے کی سعی جمیل کی گئی ہے۔ آپ کی تعلیمات کی روشنی میں سلطان قطب الدین نے اخلاق اقدار کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کا بہترین ثبوت پیش کیا۔ جی ایم ڈی صوفی آپ کی تعلیمات کے سلطان قطب الدین پر اثرات کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> The third chapter of *Zakhiratul Muluk* deals with the excellence of ethical values. Sayyid Ali Hamdani wished to write on merits of ethical values owing to the prevailing conditions of the time. Such was the extent of ignorance with Islamic laws that Sultan Qutbuddin had married two real sisters at a time. He spent much of his time in preaching moral values and Islamic laws in the valley. It was on account of his advice that the Sultan divorced one of the two sisters married to him (11).

حضرت میر سید علی ہمدانیؒ اور اُن کے رُفقا کی تبلیغی مساعی جب بار آور ہوئیں تو کشمیری علما و فضلا نے قرآن، احادیث، حالات و فرمودات پیغمبر ﷺ و صحابہؓ اور اولیاے کرام کی زندگی اور اقوال پر مبنی موقع و محل کی مناسبت سے مواعظ کو ضبط تحریر میں لائے۔ جن کو وہ وعظ کی صورت میں مساجد میں عوام کے سامنے مخصوص انداز میں بار بار دُہرا کر پیش کرتے تھے۔ وعظ مجالس کے ذریعے کشمیری زبان و ادب پر فارسی اور عربی زبانوں کے گہرے اثرات مرتب ہوئے اور اس کے علاوہ ان مجالس نے کشمیریوں کے دلوں میں اسلام کی جڑوں کو مضبوط کیا۔ ان مجالس کی اہمیت و افادیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔(۱۲)

سید علی ہمدانیؒ نے کشمیر میں ہدایت کی قندیلیں روشن کیں اور لوگوں کو تصوف و سلوک کے راستے بتائے اور کشمیر میں اسلام پھیلانے کے لیے اس طرح کام کیا کہ کشمیری مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کے مستحق ہوئے۔ آپ نے ایک مدرسہء قرأت قائم کروایا جس کے

فارغ التحصیل افراد میں ایک شیخ سلیمان تھے، جنھیں ابوالقراء کا نام دیا گیا۔(۱۳) اس مدرسہ کے ذریعے کشمیر میں اشاعت اسلام کے لیے بے پناہ خدمات انجام دی گئیں۔شاہ ہمدان نے صرف تبلیغ اسلام پر اکتفا نہیں کیا بل کہ کشمیری مسلمانوں کے رفاہ اور تعلیم وتربیت کے ضمن میں بھی ٹھوس خدمات انجام دی ہیں۔کشمیر کی صنعتوں کو ان کی سفارش سے سرکاری سرپرستی حاصل ہوئی اور یہ نیم مردہ صنعتیں دوبارہ نشو ونما پانے لگیں۔(۱۴) سید علی ہمدانیؒ نے وادی میں ایران اور وسط ایشیا کے ماہر اور تجربہ کار کاریگروں، فن کاروں اور دست کاروں کی ایک بڑی تعداد کو لاکر آباد کیا جنھوں نے علوم وفنون میں عوام کی رہنمائی کی اور وادی میں پشمینہ سازی، قالین بافی، شال بافی، پیپر ماشی، جالک دوزی، سوزن کاری، جلد سازی، چاندی اور تانبے کے ظروف، لکڑی پر نقش سازی، چکن دوزی اور کاغذ سازی کو رواج دیا۔(۱۵) علم وادب اور فن خطاطی کی ترویج وسرپرستی کے ساتھ ساتھ کشمیر میں کاغذ سازی کی صنعت کا تعارف بھی سید علی ہمدانیؒ اور اُن کے دیگر رفقا کی کشمیر میں آمد کے ساتھ ہی ہوا۔سادات کرام مختلف کتب کے سینکڑوں نسخے اپنے ساتھ لائے۔یہ سب کتابیں کاغذ پر ہی تحریر شدہ تھیں جب کہ اس وقت کشمیر میں کاغذ کے استعمال کا رواج نہیں تھا۔لوگ بھوج پتر پر لکھا پڑھی کا سب کام انجام دیتے تھے۔لیکن یہ سادات اپنے علاقوں سے کاغذ ساتھ لاتے اور منگواتے رہے۔(۱۶) آپ نے کشمیر میں دینی و دنیاوی تعلیم کے مدارس قائم کروائے۔خانقاہیں تعمیر کروائیں۔کتب خانے کھلوائے۔رفاہِ عامہ کے کاموں کی طرف بادشاہوں اور حاکموں کو آمادہ عمل کیا۔آپ کے مریدوں نے کشمیر میں فارسی زبان کی ترویج وتعمیر میں بھرپور کردار ادا کیا۔محبّ الحسن فارسی زبان کی ترویج کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> Sayyid Ali Hamdani encouraged the study of Persian literature, so that the Kashmiris could get into contact with the authors of Persia and Central Asia.(17)

ورود اسلام کے بعد کشمیر کے وسط ایشیائی ریاستوں سے تعلقات میں پہلے سے زیادہ گرم

جوشی پیدا ہوئی۔اسلامی تہذیب وتمدن کا جو پودا حضرت سید شرف الدینؒ نے لگایا تھا وہ اب بارآور ہو چکا تھا۔شاہ ہمدان کے اسلامی مشن پر مشتمل قافلہ کئی طرح کی دست کاریاں اور صنعتیں ایران سے لے کر کشمیر آیا۔اس طرح ایران کے ہنر معماری، نقاشی ومصوری کو کشمیر میں نکھرنے کا موقع ملا۔ یہ ہنر مسجد و مدرسہ، خانقاہ وقلعہ اور کاخ و مزار میں آشکار ہوا۔بھمبر کی مسجد منقش سے لے کر حضرت بل سری گر تک کی تعمیر، باغ نشاط اور شالا مار باغ سری نگر کی بارہ دری کی دیواروں پر نقاشی اور خطاطی کے نادر نمونے آج بھی موجود ہیں۔(۱۸) کشمیر میں شال بافی کی صنعت بہت پرانی ہے اور ماضی میں کشمیری شالیں بیرونی ممالک کو برآمد کی جاتی رہی ہیں۔ حالات نے اس صنعت کو پیچھے دھکیل دیا تھا لیکن یہ شاہ ہمدان کے ساتھ آئے ہوئے شال بافوں کا زندہ و جاوید کارنامہ ہے کہ انھوں نے اس صنعت کو دوبارہ زندہ کیا۔(۱۹)

حضرت سید علی ہمدانیؒ تصوف کے کبروی سہروردی سلسلہ سے متعلق تھے اور اس سلسلہ کے پیر وصوفیاے کرام سماع کے قائل تھے۔آپ خود اعلیٰ پایہ کے شاعر اور سماع کے دل دادہ بھی تھے اور سماع کے محیر العقول اثر کے تحت ہی انھوں نے کشمیری مسلمانوں کے لیے صبح کی نماز کے وقت مساجد میں اجتماعی طور پر اوراد فتحیہ کی تلاوت بالجہر کو لازم قرار دیا تھا۔اوراد فتحیہ کی تلاوتِ بالجہر نے جو نمایاں کام انجام دیا ہے وہ قابل تعریف ہے اور اس کے اثرات آج بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔(۲۰)

کشمیر میں تبلیغ اسلام کا سارا عمل ترکستانی مبلغین اور علما کے ہاتھوں ہی انجام پایا۔اس میں جنوبی ایشیا کا کوئی دخل نہ تھا اور یہ شاہ ہمدان کے ساتھ آئے ہوئے مبلغین کی کاوشوں کا نتیجہ تھا کہ فارسی زبان کشمیر میں رائج سنسکرت زبان پر آہستہ آہستہ غالب آنے لگی اور رنبیر سنگھ کے عہد تک کشمیر کی سرکاری زبان رہی۔(۲۱) شاہ ہمدان اور اُن کے ساتھیوں کی کاوشوں سے ایرانی ثقافت ہر پہلو سے کشمیر پر اثر انداز ہوئی۔کشمیریوں نے قالین سازی اور مہر سازی کے فنون سیکھ کر خوب شہرت حاصل کی۔کشمیریوں نے ایرانیوں کے بہت سے فنون لطیفہ بھی اپنائے۔ایرانی موسیقاروں

اور ثمر قندی خطاطوں نے کشمیر میں ان فنون کی سرپرستی فرمائی۔ (۲۲) کشمیریوں کے لکھے ہوئے مخطوطات آج بھی اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان میں اور ایرانیوں کے نوشتہ مخطوطات میں کوئی مغایرت نہیں پائی جاتی ہے۔ شاہ ہمدان اپنے ساتھ جن مبلغین کو لائے تھے ان میں ایک بڑی تعداد لکڑی پر کام کرنے والے دست کاروں کی بھی تھی جنھوں نے کشمیریوں کو اس فن سے آشنا کیا۔ پی این کے بامزئی رقم طراز ہیں:

> Sayyid Muhammad Nooristani and Ustad Khawaja Saddru-din Kharasani, the highly skilled masons of their time who had come to Kashmir in the company of Amir-i-Kabir and made great efforts to acquaint Kashmiris with the refined art of constructing Muslim buildings and mosques, particularly during the course of the construction of Jama Masjid in the reign of Sultan Sikandar .(23)

سید علی ہمدانی ؒ اور ان کے رفقا جو ایرانی تہذیب و ثقافت ساتھ لے کر آئے وہ ثقافتی اثرات کشمیریوں کے کھانے پینے کے طور طریقوں پر بھی مرتب ہوئے۔ کشمیر اور وسط ایشیا کے ان طور طریقوں میں ایک خاص یکسانیت پائی جاتی ہے۔ مثلاً قہوہ، نمکین چائے، باقر خانی اور کلچے نہ صرف کشمیر میں ہی استعمال ہوتے ہیں بل کہ وسط ایشیا میں بھی بہت سی جگہوں میں یہ چیزیں عام ہیں۔ اسی طرح کشمیری وازہ وان کے ضروری جزو مثلاً گشتابہ، رستہ اور ہریسہ کشمیر کے علاوہ ایران میں بھی بہت عام اور مقبول ہیں۔ (۲۴) کشمیر پر ایرانی تہذیب کے اثر کا ایک ثبوت چاندی اور تانبے کے ظروف ہیں جو سید علی ہمدانی ؒ اور ان کے ساتھیوں نے کشمیر میں متعارف کروائے۔ مثلاً سماوار جو قہوہ کے لیے استعمال ہوتا ہے یہ ایران ہی سے کشمیر میں آیا۔ اس کے ساتھ مکانات میں بھی ایرانیت نظر آتی ہے۔ ہندو اور مسلمان دونوں کے گھروں میں وہی مشرقیت پائی جاتی ہے جو ایران کا خاصہ ہے۔ (۲۵) اسی طرح کھیتی باڑی، صحن بندی اور باغات کی آرائش میں بھی ایرانیت صاف جھلکتی

نظر آتی ہے۔سید علی ہمدانیؒ نے کشمیر کے مذہبی و ثقافتی میدان میں جو انقلابی تبدیلیاں رونما کیں ان پر ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے شاہ ہمدان کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے:

مرشد آں کشور مینو نظیر
میر و درویش و سلاطین را مشیر
خطہ را آں شاہِ دریا آستیں
داد علم و صنعت و تہذیب و دیں(۲۶)

سید علی ہمدانیؒ اور ان کے رفقا نے کشمیر میں مذہبی و ثقافتی میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔ یہ ایرانی مبلغین اور ہنر مند دین و دنیا کے تقاضوں سے باخبر تھے۔ کشمیر کی صوری اور معنوی ترقی میں ان مبلغین کے کردار سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ سادات اپنی پرہیز گاری اور تقویٰ شعاری کے قوی رجحان کی وجہ سے لوگوں کے رُشد و ہدایت کے اہم ترین کام میں لگ گئے تھے۔ کشمیر کی مجموعی زندگی پر ساداتِ کرام کا اثر اُن کے علم و تقویٰ، انسان دوستی، ہم دردی، آخرت پسندی، دیانت، حلال خوری، بے نفسی اور روحانی فضیلت اور برتری کی وجہ سے پڑا۔ سید علی ہمدانیؒ اور ان کے رفقا کی مذہبی اور ثقافتی کاوشوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔

☆☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) علامہ اقبال، ارمغان حجاز، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور،۱۹۶۴،ص ۲۵۸

(۲) عبدالقادر سروری، کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ، سرینگر،۱۹۶۸،ص ۶

(۳) صابر آفاقی، ڈاکٹر، جلوہ کشمیر، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۸،ص ۱۱۰

(۴) محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران کبیر وایران صغیر، مظفر آباد، آزاد کشمیر، ۱۹۷۱ء،ص ۲۰

(۵) غلام محمد شاد، پروفیسر، حضرت میر سید علی ہمدانیؒ اور کشمیر، سرینگر، ۲۰۰۷ء،ص ۸

(۶) محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران کبیر وایران صغیر، مظفر آباد، آزاد کشمیر، ۱۹۷۱ء،ص ۱۷۳

(7) Muhammad Riaz, Dr., *Ahwal-o-Asar*, Mir Sayyid Ali Hamdani (Persian), Islamabad, 1985, P.49.

(۸) محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران کبیر وایران صغیر، مظفر آباد، آزاد کشمیر، ۱۹۷۱ء،ص ۲۲

(9) Muhammad Riaz, Dr., *Ahwal-o-Asar*, Mir Sayyid Ali Hamdani (Persian), Islamabad, 1985, P.49.

(۱۰) پیر غلام حسن، تاریخ حسن، جلد دوم، سرینگر،۱۹۵۴،ص ۱۷۰

(11) G.M.D. Sufi, Dr., *Kashir*, Vol. I, University of the Punjab, Lahore, 1948, P.86

(۱۲) غلام محمد شاد، پروفیسر، حضرت میر سید علی ہمدانیؒ اور کشمیر، سرینگر، ۲۰۰۷،ص ۴۶

(۱۳) محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت میر سید علی ہمدانیؒ، لاہور، ۱۹۸۸،ص ۳۳

(۱۴) محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران کبیر وایران صغیر، مظفر آباد، آزاد کشمیر، ۱۹۷۱ء،ص ۱۸۲

(۱۵) جی ایم میر، کوہستان قراقرم سے بحر قزوین تک، لاہور، ۱۹۹۶ء،ص ۱۲۳

(۱۶) جی ۔ ایم ۔ ڈی ۔ صوفی، ڈاکٹر، کشیر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۴۸،ص ۵۷۶

(17) Muhibbul Hasan, Professor, *Kashmir Under the Sultans*, Srinagr, 1974, P.50

(۱۸) صابر آفاقی، ڈاکٹر، جلوہ کشمیر، لاہور، ۱۹۸۸،ص ۱۲۳

(۱۹) جی ایم میر، جموں وکشمیر کی جغرافیائی حقیقتیں، راولپنڈی، ۱۹۹۱،ص ۲۶۵

(۲۰) غلام محمد شاد، پروفیسر، حضرت میر سید علی ہمدانیؒ اور کشمیر، سرینگر، ۲۰۰۷، ص ۵۷

(۲۱) عنصر صابری، تاریخ کشمیر، لاہور، ۱۹۹۱، ص ۱۳۷

(۲۲) محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران کبیر و ایران صغیر، مظفر آباد، آزاد کشمیر، ۱۹۷۱ء، ص ۳۶

(23) P.N.K Bamzai, *A History of Kashmir*, New Delhi, 1962, P.442

(۲۴) عبدالاحد، پروفیسر، سون ادب، سرینگر، ۱۹۸۱ء، ص ۱۹۰

(۲۵) عبداللہ قریشی، آئینۂ کشمیر، لاہور، س ن، ص ۱۵۷

(۲۶) علامہ اقبال، جاوید نامہ، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۲، ص ۱۵۸